

حضرت عباس کا علم

<"xml encoding="UTF-8?">

الہی علماء اور وادیٰ اسرار و رموز کے دانشمند کا نظریہ اور عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عباس اہل علم و فضل و بصیرت کے بزرگوں میں سے اور خاندان عصمت و طہارت کے اسرار سے باخبر تھے۔

جناب عباس ایسے دانشمند تھے کہ جنوں نے کسی دنیاوی استاد کے سامنے زانوئے ادب تہ نہ نہیں کیا تھا کیوں کہ آپ نے فیض الہی کے سرچشمہ سے علم حاصل کیا تھا۔ آپ نے اپنے پدر بزرگوار حضرت امیر المومنین - اور اپنے بھائیوں سے اسرار الہی حاصل کئے تھے اور ان بزرگواروں کے پر فیض دامن سے استفادہ کیا تھا۔

آیت اللہ بیر جندی لکھتے ہیں: حضرت ابو الفضل العباس اہل بیت علیہم السلام کے اکابر، افاضل، فقہاء اور علماء میں سے تھے، بلکہ ایسے عالم تھے کہ جنوں نے کسی سے زانوئے ادب تہ نہ نہیں کیا تھا ۱۔

مرحوم مقرر لکھتے ہیں: جہاں امیر المومنین - اپنے بعد اصحاب کو اس طرح تعلیم و تربیت دیتے تھے کہ عالم وجود کے اسرار و رموز منجملہ علم منایا و بلایا (یعنی گزشتہ کے حالات اور موت کا علم) رکھتے تھے (جیسے حبیب بن مظاہر، میثم تمار اور رُشد حجری وغیرہ) کیا یہ بات معقول ہے کہ امیر المومنین - اپنے اصحاب کو اس طرح کے علم سے سرفراز فرمائیں اور اپنے نور چشم اور پارہ جگر کو اپنے علوم سے محروم رکھیں؟ جبکہ آپ کی صلاحیت و استعداد ان افراد سے کہیں زیادہ تھی! کیا ہمارے مولا و آقا حضرت ابو الفضل العباس کے پاس ان علوم کے حاصل کرنے کی صلاحیت و استعداد نہیں تھی؟

خدا کی قسم نہیں، ایسا نہیں ہے! حضرت امیر المومنین - نے اپنے ان تمام شیعوں کو جو علوم و معارف حاصل کرنے کی صلاحیت و استعداد رکھتے تھے اپنے علوم سے سرفراز کرتے تھے چہ جائیکہ آپ کے نور چشم و پارہ جگر، نہ یہ کہ دوسرے افراد جو آپ سے کسب علوم کرتے تھے ان کی صلاحیت و استعداد آپ کے فرزندوں سے زیادہ تھی۔

مختصر یہ کہ حضرت عباس اپنی بہن زینب کبریٰ علیہا السلام کی طرح ہیں کہ حضرت امام سجاد - کے بیان کے مطابق کہ آپ نے فرمایا: ہماری پھوپھی زینب عالمہ غیر متعلمہ ہیں (یعنی کسی سامنے زانوئے ادب تہ نہیں کیا) اسی طرح جناب عباس کے بارے میں فرمایا ہے کہ آپ عالم غیر متعلم ہیں۔

اس کے علاوہ سردار کربلا، قمر بنی ہاشم حضرت ابو الفضل العباس طیب و طاہر نفس اور پاک و پاکیزہ طینت اور اس عظیم اخلاص کی بنیاد پر کہ آپ جس کے حامل تھے اس حدیث شریف کے مکمل مصداق ہیں کہ:

"مَا أَخْلَصَ عَبْدُ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا إِلَّا جَرَتْ يَنَابِيعُ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهِ عَلَى لِسَانِهِ ۲؛ جو شخص اپنے اعمال کو خدا کے لئے چالیس دن انجام دے اس کے قلب سے اس کی زبان پر حکمت کے چشمے جاری ہوں گے۔"

پس اس صورت میں اس شخص کے متعلق کہ جس نے اپنی عمر کے تمام اعمال و مراحل کو خداوند عالم کی مرضی و خوشی میں گزار دیئے ہوں اور تمام اخلاقی رذائل سے منزہ و مبرہ اور تمام فضائل سے آراستہ ہو، کیا اس کے سوا تصور کیا جاسکتا ہے کہ اس کی ذات اقدس الہی علوم و معارف کے انوار سے متجلی ہو اور اس کا علم، علم لدنی ہو؟

دوسری دلیل اس بات پر کہ قمر بنی ہاشم کا علم وجدانی ہے، اگر چہ برہانی علوم و معارف میں بھی ماہر تھے، معصوم - کا کلام ہے کہ فرماتے ہیں: "إِنَّ الْعَبَّاسَ بْنَ عَلِيٍّ زُقُّ الْعِلْمِ زُقًّا ۳؛ بے شک عباس بن علی کو بچپن ہی

میں اس طرح علم سے سیر وسیراب کیا گیا کہ جیسے پرندہ اپنے بچے کو دانہ بھراتا ہے۔^{۱۱}

مرحوم مقرر اس کے بعد لکھتے ہیں: امام کی تشبیہ نہایت بدیع استعارہ ہے اس لئے کہ "زق" پرندے کا اپنے بچے کو دانہ بھرانے کے معانی میں ہے کہ جس وقت وہ خود تنہا دانہ کھانے پر قادر نہیں ہے۔ حضرت امام علی۔ کے کلام میں اس استعارہ کے استعمال سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ سقائے سکینہ بچپن ہی سے حتی آغوش مادر سے علوم ومعارف کے حاصل کرنے کی صلاحیت واستعداد کے حامل تھے ۴۔

حضرت ابو الفضل العباس بھی اس طیب وطاہر خاندان سے دور نہیں سمجھے جاتے تھے کہ جن کے افراد بچپن میں دریائے علم تھے، یہ وہ مطلب ہے کہ جس کی گواہی ان کے دشمنوں نے دی ہے۔ جیسا کہ حضرت امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

"عثمان مسجد کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک مرد آیا اور ان سے پیسے کی درخواست کی عثمان نے حکم دیا کہ اسے پانچ درہم دے دیئے جائیں مرد نے کہا کہ مجھے دوسرے شخص کی رہنمائی کرو، عثمان نے کہا ان جوانوں کی طرف رجوع کرو (ہاتھ سے اس مسجد کی طرف اشارہ کیا کہ جہاں امام حسن اور امام حسین علیہم السلام اور عبد اللہ بن جعفر بیٹھے ہوئے تھے) مرد ان حضرات کے پاس گیا اور ان سے مدد کرنے کی درخواست کی حضرت امام حسن۔ نے فرمایا:

اے مرد تین موارد کے علاوہ کسی سے پیسے کی درخواست کرنا جائز نہیں ہے: دیہ قتل یا کمر شکن قرض یا بے حد تنگدستی ہو؛ پس ان موارد میں سے کون سا مورد تم سے متعلق ہے؟ اس نے کہا: ان میں سے ایک مورد ہے، حضرت امام حسن۔ نے پچاس دینار، حضرت امام حسین۔ نے انچاس دینار اور عبد اللہ بن جعفر نے اڑتالیس دینار عطا کئے۔ اس مرد نے مسجد کے دروازے کے بغل میں عثمان کو دیکھا اور اس واقعہ کو بیان کیا۔ عثمان نے کہا: ان جوانوں کے مانند جوان کہاں پائے جاتے ہیں؟ یہ وہ جوان ہیں کہ جنہوں نے اپنے کو علم سے مخصوص اور خیر وحکمت حاصل کی کیا ہے ۵۔"

تاریخ میں آیا ہے کہ حضرت امام سجاد۔ کے بارے میں یزید بن معاویہ نے کہا: آپ ایسے خاندان سے ہیں کہ جن کو علم پلایا گیا ہے ۶۔

ایک تعجب خیز واقعہ کہ جس کو تمام موثقین نے نقل کیا ہے وہ یہ ہے کہ کربلا کے ایک عالم کو اپنے علم پر غرور اور تکبر پیدا ہوا یہاں تک کہ ایک وقت اپنے دوستوں کے درمیان تھے، حضرت ابو الفضل العباس اور ان کے الہی علوم ومعارف کے بارے میں کہ جن کی وجہ سے آپ کو تمام شہداء پر امتیاز حاصل تھا بحث وگفتگو ہوئی، اس وقت اس مغرور عالم نے اپنی گرانقدر خصوصیات منجملہ علوم، نماز شب، مستحبی اعمال اور زہد وتقویٰ کی بناء پر اظہار کیا کہ جناب عباس کے برتر ہے! اور کہا کہ اگر جناب عباس کو اس طرح کے فضائل کی وجہ سے برتری حاصل ہے تو میں بھی ان فضائل کا حامل ہوں اور روز عاشورہ کی شہادت کی برابری علم وفقہ (کہ جن کے متعلق وہ مدعی تھا وہ ان کا حامل ہے اور حضرت ابو الفضل العباس ان کے حامل نہیں ہیں) کے ساتھ نہیں کی جاسکتی ہے۔

اس بزم میں موجودہ افراد کو اس کی جسارت سے بڑا تعجب اور حیرت ہوئی اور وہ مرد اپنے اس تکبر وغرور پر نہ ہی شرمندہ تھا اور نہ ہی اسے کوئی خوف لاحق تھا۔

دوسرے دین مجمع میں موجودہ افراد اس مرد کے متعلق باخبر ہونا چاہتے تھے کیا وہ اپنی گمراہی پر باقی ہے یا خدا کی ہدایت اس کے شامل حال ہوگئی ہے۔ پس اس کے گھر کی طرف روانہ ہوئے، وہاں پہنچ کر دق الباب کیا، ان لوگوں سے کہا گیا کہ وہ جناب عباس کے حرم مطہر میں گئے ہوئے ہیں، لوگ حرم مطہر کی جانب چلے

وہاں پہنچ کر مشاہدہ کیا کہ اس مرد نے اپنی گردن میں رسی باندھی ہے اور رسی کا دوسرا سرا ضریح مطہر سے متصل کئے ہوئے ہے اور گریہ و زاری کرتے ہوئے اپنے عمل پر ندامت و شرمندگی کا اظہار کر رہا ہے ۔

جب لوگوں نے اس موضوع سے متعلق اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ جب میں کل کی شب سویا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں علماء کے مجمع میں بیٹھا ہوا ہوں ، اچانک ایک مرد داخل ہوا اور آواز دی کہ حضرت ابوالفضل العباس تشریف لارہے ہیں آپ کا نام سنتے ہی لوگوں کے قلوب آپ کی طرف متوجہ ہو گئے یہاں تک کہ جناب عباس نور کے ہالوں میں جو آپ کے چہرہ مبارک سے ساطع ہورہا تھا بزم میں داخل ہوئے اس حال میں کہ تمام لوگ آپ کی عظمت اور شان و شوکت کے مقابلہ میں خاضع و خاشع تھے ، جناب عباس آکر صدر مجلس میں بیٹھے اور میں اس وقت اپنی گزشتہ جسارت کی وجہ سے بڑی شدت کی ساتھ خوف و اضطراب میں مبتلا تھا ۔

جناب عباس نے اہل بزم کے ایک ایک فرد سے گفتگو کرنا شروع کردی یہاں تک کہ میری باری آئی ، فرمایا تم کیا کہہ رہے ہو ؟

اس حال میں کہ میرے ہوش و حواس اڑے ہوئے تھے میں چاہتا تھا کہ اپنے کو اس ہلاکت سے نجات دوں اور اپنے گمان کے مطابق حق کو ثابت کروں ، جو دلیلیں اور باتیں تم لوگوں سے کہی تھیں حضرت کے سامنے پیش کیا ۔ جناب عباس نے فرمایا : مینے اپنے پدر بزرگوار حضرت امیرالمومنین - اور میرے دونوں بھائی امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے پاس علم حاصل کیا ہے ، ان جلیل القدر اور الہی اساتید سے علم حاصل کر کے اپنے دین میں یقین کی منزل تک پہنچاؤں جب کی تم اپنی دین میں اور اپنے امام کی نسبت شک کرتے ہو ، کیا ایسا نہیں ہے ؟ میں ان کے کلام سے انکار نہیں کرسکتا تھا ۔

اس کے بعد فرمایا : لیکن وہ استاد کہ جس کے پاس تم نے تعلیم حاصل کی ہے وہ تم سے زیادہ بدبخت ہے ! تمہارے پاس ایسے اصول وقواعد ہیں جو احکام کی نسبت جاہل افراد کے لئے قرار دئیے گئے ہیں تا کہ حقائق تک پہنچنے کے لئے انہیں استعمال کیا جائے ، جب کہ میان اصول و قواعد کا محتاج نہیں ہوں اس لئے کہ میں نے دین کے واقعی و حقیقی احکام کو وحی الہی کے سرچشمہ سے حاصل کیا ہے ۔ اس کے بعد حضرت فرماتے ہیں :

مجھ میں گرانقدر صفات پائے جاتے ہیں ، انہیں بیان کرنا شروع کیا : کرم ، صبر ، ایثار اور جہاد و غیرہ کہ اگر تم سب کے درمیان ان میں سے کچھ صفات تقسیم کی جائیں تو تمہارے پاس انہیں قبول کرنے کی قدرت و توانائی نہیں ہوگی جب کہ تم میں حسد ، خود پسندی اور ریا و غیرہ جیسی رذیلہ صفات پائی جاتی ہیں اس کے بعد اپنے دست مبارک سے میرے منہ پر مارا اور میں اپنی گزشتہ خطاؤں کی وجہ سے خوف و ندامت کی حالت میں اٹھا اور حضرت سے توسل اور توبہ کر کے آپ کی باتوں کو قبول اور آپ کے سامنے سر تسلیم خم کیا۔

حوالہ جات :

۲۔ عیون الاخبار ، ۶۸۲ ب ۳۱ ، ح ۳۲۱۔

۳۔ اسرار الشہادۃ ، ص ۳۲۴۔

۴۔ العباس ، مرحوم مقرم ۱۶۹ ، خلاصہ بیان کیا گیا ہے ۔

۵۔ ۶ خصال صدوق ، ج ۱ ، ص ۶۷ ، باب " درخواست جز در سہ مورد روا نیست "۔